فرقہ اہل حدیث کی تخریب کاریاں

از علامہ عبد الحکیم اختر خاں
شاہجہانپوری رحمۃ اللہ علیہ

۲- فرقہ اہلحدیث کی تخریب کاری

مولوی محمد اسمٰعیل دہلوی کے محمدی گروہ نے جب حالات کے تحت تین قسم کی ٹولیاں بنالیں تو موصوف کی اصل جماعت کچھ عرصہ موحّد کہلاتی رہی لیکن بعد میں اہلحدیث کے نام سے مشہور ہونا شروع کر دیا۔ وہابیوں کی تینوں میں سے اِس اوّلین جماعت کی باقاعدہ سرپرستی اور گروہی تنظیم میاں نذیر حسین دہلوی (المتوفی ۱۳۲۰ھ/ ۱۹۰۲ء) نے کی۔ مولوی محمد حسین بٹالوی (المتوفی ۱۳۳۸ھ/ ۱۹۲۰ء) اُن کے سیاسی اور مذہبی دستِ راست تھے۔ اِس جماعت کے افراد کا انگلیوں پر گنا جانا وہابیت کے پاک و ہند میں غیر مقبول ہونے کی ایک بہت بڑی شہادت ہے، جس کے باعث دیگر پُراسرار وہابی جماعتیں کھڑی کی گئیں۔

جماعت کا اہلحدیث نام مولوی محمد اسمٰعیل دہلوی بانی وہابیت نے اپنی جماعت کا نام محمدی گروہ رکھا تھا۔ مسلمانوں نے کہنا شروع کر دیا کہ واقعی یہ محمد بن عبدالوہاب نجدی کے پیروکار ہونے کے باعث محمدی ہی تو ہیں۔ وہابی حضرات نے اِس نسبت کو چھپانے کی غرض سے خود کو موحّدین کہنا شروع کر دیا۔ مسلمانانِ اہلسنت و جماعت کہتے کہ واقعی یہ منکرینِ شانِ رسالت ہونے کے باعث سکّھوں کی طرح بڑے موحّد ہی تو ہیں۔ جب نوبت یہاں تک پہنچی تو میاں نذیر حسین دہلوی کی سرکردگی میں مولوی محمد حسین بٹالوی نے اپنی مہربان سرکار سے درخواست کی کہ مسلمانانِ ہند آپ کے اِس خودکاشتہ نجدی پودے کو وہابی کہتے ہیں۔ اِنھیں قانونی طور پر اس نام سے روکا جائے اور ہماری جماعت کا نام سرکاری طور پر اہلِ حدیث رکھ دیا جائے۔ گورنمنٹ نے جو جواب دیا وہ پروفیسر محمد ایّوب قادری کے لفظوں میں ملاحظہ ہو:

"اِنھوں (مولوی محمد حسین بٹالوی) نے ارکانِ جماعتِ اہلحدیث کی ایک دستخطی درخواست لیفٹیننٹ گورنر پنجاب کے ذریعے سے وائسرائے ہند کی خدمت میں روانہ کی۔ اس درخواست پر سرِ فہرست شمس العلماء میاں نذیر حسین کے دستخط تھے۔ گورنر پنجاب نے وہ درخواست اپنی تائیدی

تحریر کے ساتھ گورنمنٹ آف انڈیا کو بھیج دی۔ وہاں سے حسبِ ضابطہ منظوری آگئی کہ آئندہ وہابی کے بجائے اہلحدیث کا لفظ استعمال کیا جائے۔ لیفٹیننٹ گورنر پنجاب نے اِس کی باقاعدہ اطلاع مولوی محمد حسین کو دی۔ اِسی طرح گورنمنٹ مدراس کی طرف سے ۱۵ر اگست ۱۸۸۸ء کو بذریعہ خط نمبر ۱۲۷ گورنمنٹ بنگال کی طرف سے ۴ر مارچ ۱۸۹۰ء کو بذریعہ خط نمبر ۱۵۶ا اور گورنمنٹ یو۔ پی کی طرف سے ۲۰ جولائی ۱۸۸۸ء کو بذریعہ خط نمبر ۳۸۶، گورنمنٹ سی۔ پی۔ کی طرف سے ۱۴ر جولائی ۱۸۸۸ء کو بذریعہ خط نمبر ۴۰۷، اور گورنمنٹ بمبئی کی طرف سے ۱۴ر اگست ۱۸۸۸ء کو بذریعہ خط نمبر ۷۳۲، اِس امر کی اطلاع مولوی محمد حسین کو ملی۔“ ؎۱

یہ ہے اِن حضرات کے اہلِ حدیث ہونے کی کل کائنات۔ یہ چور دروازہ مسلمانوں کو دو طرح دھوکا دینے کی خاطر ایجاد فرمایا گیا تھا۔ اوّلاً اِس لیے کہ مسلمانوں کو یہ تاثر دیا جائے کہ یہ لوگ حدیث سے بہت ہی لگاؤ رکھنے کے باعث خود کو اہلحدیث کہتے ہیں۔ ثانیاً اس غرض سے کہ محدثین حضرات کے لیے تصانیفِ علمائے کرام میں لفظِ اہلحدیث بھی عام استعمال ہوتا رہا ہے، لہٰذا اُس سے مسلمانوں کو دھوکا دینا آسان ہو جائے گا کہ صاحبو! ہماری جماعت کوئی نوزائیدہ فرقہ یا انگریز کا خود کاشتہ پودا تو نہیں بلکہ ہمارے گروہ کا نام تو بڑے بڑے علمائے اعلام کی تصانیفِ عالیہ میں بھی اوائلِ زمانہ ہی سے مذکور ہوتا آرہا ہے۔ یہ ہے اِن حضرات کے چھل میں بل۔ ؎

دیکھو تو دلفریبیِ اندازِ نقشِ پا
موجِ خرامِ یار بھی کیا گل کتر گئی

امتیازی نشانات

یہ جماعت چونکہ مولوی محمد اسمٰعیل دہلوی کے متبعین و معتقدین کی پہلی جماعت ہے اِس لیے موصوف کے تمام عقاید و نظریات

؎۱ محمد ایوب قادری، مقدمہ حیات سید احمد شہید، ص ۲۶

اور مخصوص افعال پر بڑی شدت سے کاربند ہے۔ اپنے پیشوا کے فیصلے کو قرآن وحدیث کے صریح خلاف دیکھتے ہوئے بھی ہرگز اُسے غلط یا قابلِ ترمیم تسلیم کرنے پر آمادہ نہیں ہوں گے بلکہ آیات واحادیث کے مفہوم ومطالب میں ہزار کھینچا تانی کرکے اُس کے موافق دکھانے کی کوشش کریں گے۔ اِن کے مذہب کا اصل ماخذ تقویۃ الایمان ہے۔ قرآن وحدیث کو دوسرا اور تیسرا درجہ حاصل ہے، جنھیں تقویۃ الایمانی نظریات کی تائید میں پیش کرکے مسلمانوں سے اپنی حقانیت کا اعتراف کروانے میں شب وروز کوشاں رہتے ہیں۔ اِن حضرات کے نزدیک مولوی محمد اسمٰعیل دہلوی نے اپنی تقویۃ الایمان میں جو کچھ لکھا ہے، اُس میں سے کسی بات کا غلط تسلیم کرنا تو ہزاروں منزل دور کی بات ہے، کسی بات کو قابلِ ترمیم اور کمزور مان لینا بھی گوارا نہیں، خواہ قرآن وحدیث کے کتنے ہی واضح نصوص اُس کے خلاف کیوں نہ پیش کردیئے جائیں۔ بعینہٖ یہود کے اندر شخصیت پرستی کی یہی مثالیں موجود تھیں، جن کے بارے میں ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

اِتَّخَذُوْٓا اَحْبَارَهُمْ وَرُهْبَانَهُمْ	انھوں نے اپنے پادریوں اور جوگیوں
اَرْبَابًا مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ ۔ [1]	کو اللہ کے سوا رب بنالیا۔

موصوف کو رب کا درجہ دینے کے شرک میں مبتلا ہونے کے باعث اِن حضرات کو جملہ مسلمان مشرک ہی نظر آتے ہیں جیسے ساون کے اندھے کو ہرا ہی ہرا سوجھتا ہے۔ جس طرح سامری کے بچھڑے کی محبت سے بعض یہود کے قلوب لبریز ہوگئے تھے، اسی طرح دہلوی صاحب موصوف کی عقیدت کا سمندر ہر وہابی صاحب کے سینے میں ٹھاٹھیں مار رہا ہوتا ہے۔ اس انتہائی وابستگی کا اندازہ یوں کیا جاسکتا ہے کہ موصوف کے کسی نظریے کے خلاف پچاس آیتیں یا سو حدیثیں پیش کرکے کسی وہابی عالم کو راہِ راست پر لانے کی کوشش کی جائے تو آیات واحادیث کے مفہوم ومعانی میں وہ تاویلیں کرنے اور تقویۃ الایمانی نظریہ کے مطابق دکھانے پر تو ایڑی چوٹی تک کا زور لگادے گا لیکن امام الوہابیہ کے اُس نظریہ کے قابلِ ترمیم

---

[1] پ ۱۰، سورہ التوبہ، آیت ۳۱

ہونے کا تصور اُس کے دماغ کے کسی بھی گوشے میں پیدا نہیں ہوگا۔ دہلوی صاحب کے نظریات کے اٹل ہونے پر ان کے نزدیک نہ آیات و احادیث اثر انداز ہوسکتی ہیں نہ کوئی اور چیز۔ یہ ہے ان حضرات کے دِلوں کا وہ مرضِ ہے جو انھیں مسلمانانِ اہلسنت وجماعت سے مفاہمت کرنے اور اختلاف کو مٹانے پر کسی بھی وقت آمادہ نہیں ہونے دیتا۔

وہابی توحید یہ حضرات اپنے امام علی الاطلاق یعنی مولوی محمد اسمٰعیل دہلوی کی بتائی ہوئی اُسی خارجی توحید کو طرۂ امتیاز بنائے ہُوئے ہیں، جس کی مخالفت کے باعث خوارج نے امیر المؤمنین حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو کافر و مشرک ٹھہرایا تھا۔ زمانۂ حال کے خارجیت زدہ حضرات کو سچے مسلمان بھی اُسی طرح کافر و مشرک نظر آتے ہیں۔ امام الوہابیہ نے تو ایضاح الحق وغیرہ میں ایک دو جگہ تجسیم کا نظریہ پیش کیا تھا لیکن اہل حدیث کہلانے والے حضرات نے اُس سبوح و قدوس کو مجسّم منوانا ڈنکے کی چوٹ جاری رکھا ہوا ہے۔ چنانچہ وہابیہ کے مسلّمہ عالِم مولوی وحید الزمان خاں حیدر آبادی نے اپنے ترجمۂ قرآن میں آیہ کریمہ وَسِعَ کُرْسِیُّهُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ کے حاشیے پر ذاتِ باری تعالیٰ کے بارے میں لکھا ہے:

"جب کُرسی پر بیٹھتا ہے تو چار اُنگل بھی بڑی نہیں رہتی ہے اور اُس کے بوجھ سے چرچر کرتی ہے۔" [۱]

یہی مولوی وحید الزمان خاں صاحب بعض آیاتِ قرآنیہ کا ترجمہ یُوں کرتے ہیں:

ثُمَّ اسْتَوٰی اِلَی السَّمَآءِ فَسَوّٰهُنَّ سَبْعَ سَمٰوٰتٍ۔ [۲]	پھر آسمان کی طرف چڑھ گیا اور سات آسمان ہموار کیے۔ [۳]

---

[۱] وحید الزمان خاں، مولوی: محشی و مترجم قرآنِ مجید، ص ۶۰

[۲] پ ۱، سورہ البقرہ، آیت ۲۹

[۳] وحید الزمان خاں، مولوی: تبویب القرآن، ص ۴

اَلرَّحْمٰنُ عَلَى الْعَرْشِ اسْتَوٰى [1]   وہ بڑے رحم والا تخت پر چڑھا ہے [2]

ثُمَّ اسْتَوٰى عَلَى الْعَرْشِ۔ [3]   پھر تخت پر جا بیٹھا۔ [4]

یہ کرسی پر بیٹھنا اور کرسی کا اُس کے بوجھ سے چرچر کرنا صاف ظاہر کرتا ہے کہ یہ حضرات اللہ رب العزت کو مجسم مانتے ہیں جس کا وزن ہے اور اُس کے بوجھ کو کرسی اٹھا لیتی ہے، بلکہ چرچر کرنے لگتی ہے۔ وہ اِن حضرات کے نزدیک عرش پر چڑھتا اور بیٹھتا ہے۔ کاش یہ حضرات کبھی اِتنا سوچنے کی زحمت گوارا کر لیتے کہ ہر مجسم حادث ہوتا ہے اور حادث خدا نہیں ہو سکتا۔ اِس طرح یہ حضرات توحید کے ٹھیکیدار بنتے ہوئے بھی شرعاً منکرِ الوہیت قرار پاتے ہیں۔ اگر یہ بھی غور فرما لیں کہ جو ذات کرسی و عرش میں سما جاتی ہے اُس کا وَهُوَ بِكُلِّ شَيْءٍ مُّحِيطٌ ہونا کس طرح مانتے ہیں؟

عقیدۂ رسالت

یہ حقیقت ہے کہ خارجیت و وہابیت عقیدۂ رسالت کے خلاف ایک کھلا ہوا چیلنج ہے۔ اِن حضرات کے نزدیک بدقسمتی سے توہینِ رسالت کا نام توحید ہے۔ وہابیہ کا مخصوص میدان تنقیصِ شانِ رسالت ہے۔ اِن حالات میں دیگر انبیائے کرام اور اولیائے عظام کی توہین کرنا ضمنی معاملہ ہے کیونکہ جو صفات سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ذات والا صفات میں تسلیم نہیں کرتے تو اُن کا حصول باقی مقربینِ بارگاہِ الٰہیہ کے لیے کس طرح مان لیں؟ یہ حقیقت ہے کہ وہابی حضرات نے فخرِ دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی شان میں ایسے ایسے گندے الفاظ استعمال کیے ہیں جن کی دیگر مذاہب والے غیر مسلموں کو بھی کبھی جرأت نہ ہوئی۔ مولوی محمد اسمٰعیل دہلوی نے تقویۃ الایمان میں شانِ رسالت کے خلاف جن انتہائی گستاخانہ نظریات کی تبلیغ کی ہے، اِن حضرات کے دین کا رُکنِ اعظم یہی توہینِ مصطفیٰ ہے، جس پر ڈیڑھ سو سال سے ڈٹے ہوئے ہیں اور

---

[1] پ ۱۶، سورہ طٰہٰ، آیت ۵

[2] وحید الزمان خاں: تبویب القرآن، ص ۴

[3] پ ۱۸، سورہ الفرقان، آیت ۵۹

[4] وحید الزمان خاں: تبویب القرآن، ص ۵۰

فہائش کا فریضہ ادا کرنے والے علمائے کرام سے آج تک برسرِ پیکار چلے آرہے ہیں۔ دہلوی صاحب نے حدیث لا تشدوا الرحال سے اشاروں کنایوں میں روضۂ اطہر کی زیارت کو ناجائز قرار دیا تھا لیکن غیر مقلدین حضرات نے کھل کر مسلمانوں کو اس ایمانی و روحانی سعادت سے محروم رکھنے کی مہم چلائی ہوئی ہے چنانچہ حافظ عبد اللہ غیر مقلد نے لکھا ہے:

"طلبِ علم اور دیگر ضروریات کے لیے سفر کا کوئی ہرج نہیں، صرف کسی جگہ کی طرف جس میں قبرِ نبوی بھی داخل ہے ثواب کی نیت سے سفر کرنا جائز نہیں۔"[1]

جناب صدیق حسن خاں قنوجی بھوپالی کا اس سلسلے میں نوابی فیصلہ یہ ہے:

والسفر لمجرد الزیارۃ فیہ نزاع ومن سافر ممجد قبر فلم یذر زیارۃ شرعیۃ بل بدعۃ۔[2]	صرف زیارت کے واسطے سفر کرنے (کے حکم) میں اختلاف ہے اور جس نے محض کسی قبر کی جانب سفر کیا تو یہ شرعی زیارت نہیں بلکہ بدعت ہے۔

مولوی محمد بن اسمٰعیل عینی نے روضۂ انور کے بارے میں یہ ایمان سوز فیصلہ صادر کیا تھا:

(فان قلت) ھٰذا قبر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قد عمرت علیہ قبہ عظیمۃ انفقت فیہا الاموال (قلت) ھذا جھل عظیم بحقیقۃ الحال۔[3]	اگر تو کہے، یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر ہے، اس پر بہت سا مال خرچ کیا ہوا ہے۔ میں کہتا ہوں کہ درحقیقت یہ بہت بڑی جہالت ہے۔

مولوی اسمٰعیل غزنوی نے اس سلسلے میں خارجیت کے نشے سے بدمست ہو کر یوں لکھا ہے:

"آجکل صالحین کی قبور پر جو گنبد اور قبے بنائے گئے ہیں وہ بھی بطور ایک بُت کے ہیں۔"[4]

---

[1] حافظ عبد اللہ، مولوی: مسئلہ سماع موتٰی، ص ۱۱۹
[2] صدیق حسن خاں، مولوی: رحلۃ الصدیق، ص ۷۹
[3] محمد بن اسمٰعیل عینی، مولوی: تطہیر الاعتقاد، ص ۲۶
[4] اسمٰعیل غزنوی، مولوی: تحفہ وہابیہ، ص ۵۹

مسالک سے کسی مسلک کے ساتھ کُلّی وابستگی نہیں رکھنی چاہیے۔ خُذ ما صفا دع
ما کدر پر عمل ہونا چاہیے"۔ [1]

اِس عبارت سے یہ تاثر بھی سامنے آتا ہے کہ احناف یا دُوسرے مسالک میں امی
موصوف کے پائے کا ایک بھی عالم پیدا نہیں ہُوا کہ موصوف کو سیکڑوں جزئیاتِ فقہ کا ص
ہونا نظر آ گیا لیکن وُہ حضرات اُنھیں دیکھنے سے قاصر رہے۔ اگر غیر مقلّدین حضرات بُرا نہ منائیں
ہم یہ عرض کیے دیتے ہیں کہ اُن حضرات کی تو خاکِ پا بھی آپ کے اِن خانہ ساز محققین سے
عالِم تھی، ہاں بعض مسائل میں آپ کو کجی یا کوتاہی جو نظر آتی ہے، اِس کے لیے ذرا غور
دیکھ لیجیے کہ یہ آپ حضرات کا اپنا ہی بھینگا پن تو نہیں ہے؟ علاوہ بریں غیر مقلد حضرات گ
ایک بھی مسلّمہ محقق عالمِ دین کی نشان دہی نہ کر سکیں جس نے یہ کہا ہو کہ مروّجہ مسالک میں س
ایک کے ساتھ کُلّی وابستگی نہیں رکھنی چاہیے خُذ مَا صَفَا دَعْ مَا کَدِر پر عمل ہونا چا
ہم صرف اتنی سی گزارش کریں گے کہ فاتقوا النار التی وقودھا الناس والحجار
اپنی جانوں پر ترس کھاؤ اور اُس آگ سے خود کو بچا لو جس کا ایندھن آدمی اور پتھر ہیں۔

اب نمونے کے طور پر سرگروہِ غیر مقلدین یعنی میاں نذیر حسین دہلوی کے شاگرد مولوی
محمدی رحیم آبادی (المتوفی ۱۳۳۸ھ / ۱۹۱۹ء) کا دلخراش تبصرہ اور چاند کی طرف تھوکنا ملا

"بات یہ ہے کہ امام ابوحنیفہ سے چونکہ حدیث کی روایت نادر ہے الّا ماشاء اللہ
اور یہ فنِ حدیث میں بے مائیگی اور نقصانِ اجتہاد کی دلیل تھی، لہٰذا النعمانی لوگ اِس ک
یُوں مٹانا چاہتے ہیں کہ امام صاحب کو شروطِ روایت میں شدّت و احتیاط تھی۔
بھلا امام صاحب کو روایت میں تو یہ احتیاط تھی اور قیاس میں احتیاط نہ ہُوئی
کہ شریعتِ محمدی میں بلا تامّل اپنی عقل پر اعتماد کر کے حکمِ شرع لگا دیا اور علیٰ ہٰذا
یہ کہنا کہ امام صاحب نے یہ اصول قائم کیے، یہ سب بے سروپا باتیں ہیں، جن
کا کوئی ثبوت نہیں اور علمائے مقبولین کی تصریحات اِس کے خلاف موجود ہیں۔ [2]

---

[1] محمد اسمٰعیل، مولوی: مقدمہ حسن البیان، ص ۱۷

[2] عبد العزیز رحیم آبادی، مولوی: حسن البیان مطبوعہ لاہور، بار سوم، ص ۸۲، ۸۳

اگر موصوف کی اِس زہرافشانی میں ذرا بھی صداقت تسلیم کرلی جائے تو اِس کا مطلب یہ ہُوا کہ اُمتِ محمدیہ کے اکثر اکابر جو حضرت امام المسلمین قدس سرّہٗ کی شان میں رطب اللسان رہے ہیں اور ہمیشہ اُن کی علمیت کو خراجِ عقیدت پیش کرتے آئے ہیں، اُن میں سے ایک بھی زیورِ علم اور تقویٰ و طہارت سے آراستہ نہیں تھا کہ علمِ حدیث سے ناواقف اور قرآن و حدیث کی تعلیمات کو مسخ کرنے والے کی امامت پر متفق رہے۔ کاش! یہ مبتدعین حضرات اِس طرح اُمتِ مرحومہ کو اُمتِ ملعونہ ٹھہراتے وقت کبھی گریبانوں میں جھانک کر بھی دیکھ لیا کریں اور اُن بزرگوں کے حضور اپنی لیاقت کا اندازہ کر کے کچھ تو خوفِ خدا اور خطرۂ روزِ جزا کو ملحوظ رکھا کریں۔ موصوف نے امام المسلمین قدس سرہٗ سے کدورت رکھنے کا یُوں بھی اظہار کیا ہے:

"اُن (محدثین) کا استناد تو کتاب وسنّت و آثارِ صحابہ ہی پر ہے البتہ جن لوگوں کے پاس قیاس کا ہتھکنڈہ موجود تھا اُنھوں نے طلبِ حدیث میں زحمتِ سفر و مشقت اُٹھانے کی نہ ضرورت دیکھی نہ کی۔ جو مسئلہ پیش آیا اُسی ہتھکنڈے (قیاس) سے فوراً جواب دے دیا۔ ایسے لوگ اُس وقت قیّاس کہلاتے تھے، جیسا کہ صاحبِ سیرۃ النعمان نے حصّہ اوّل میں خود اقرار کیا ہے۔ علاوہ امام ابوحنیفہ کے مناظرے جو آپ نے نقل کیے ہیں، وُہ بھی اِسی کے شاہد ہیں کہ امام ابوحنیفہ نے قیاس ہی سے جواب دئے ادلۂ شرعیہ کا وہاں نام بھی نہ تھا۔" [1]

یہ ہے مبتدعینِ زمانہ کا چاند کی طرف تھوکنا اور ساری اُمتِ محمدیہ کو شریعتِ محمدیہ کا مخالف ٹھہرانا کہ جو شخص ادلۂ شرعیہ سے واقف ہی نہیں تھا، اُسے امام الائمہ اور سراجِ اُمتِ محمدیہ مانتے چلے آرہے ہیں۔ بہرحال وہ اکابر جو اپنے اپنے دور میں سرمایۂ روزگار تھے اور حضرت امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی بارگاہ میں نذرانۂ عقیدت پیش کرتے آئے، اُن کے مقابلے پر چند مبتدعینِ زمانہ کی غوغہ آرائی کہاں قابلِ التفات ہے؟ علاوہ بریں جب ان حضرات نے توہین وتنقیصِ شانِ رسالت کو اپنا محبوب مشغلہ اور اپنے دین کا رُکنِ اعظم بنایا ہُوا ہے، تو امام المسلمین قدس سرّہٗ

---

[1] عبدالعزیز رحیم آبادی، مولوی: حسن البیان، ص ۹۱

کی ایسے لوگوں کی زبان وقلم سے تنقیص ہونا کون سا محلِ تعجب یا نرالی بات ہے؟ اِن حضرات کی ایسی زہر افشانیوں کا جائزہ ہم نے ایک مقالے میں لیا ہے جو انشاء اللہ تعالیٰ دوبارہ نئی آب وتاب سے منظرِ عام پر جلوہ گر ہونے والا ہے۔

غلاظت پسندی چونکہ وہابی حضرات تقلید سے آزاد اور محقق بن کر شُتر بے مہار کی طرح من مانی کرتے ہیں اِس لیے شریعتِ محمدیہ کو ایک کھلونا یا بازیچۂ اطفال بنا لیا ہے۔ منی کے بارے میں ان کے شیخ الکل یعنی میاں نذیر حسین دہلوی کا فیصلہ ملاحظہ ہو:

"بعض احادیث سے معلوم ہوتا ہے کہ منی پاک ہے۔" [۱]

یہ بڑے میاں کی تحقیق تھی اب ایک چھوٹے میاں کی زبانی سُنیئے اور اِن کی طہارت پسندی کی داد دیجئے۔ اُنھوں نے بھی بڑی دھوم دھام سے اپنی تحقیق انیق کے وہابیہ کی خاطر یُوں انمول موتی بکھیرے ہیں:

"لیکن صحیح قول یہی ہے کہ منی پاک ہے۔" [۲]

"صواب یہ ہے کہ دونوں (مرد وعورت) کی منی پاک ہے۔" [۳]

اِن حضرات کی طہارت پسندی کا اِس سے بھی بڑا تمغہ ملاحظہ فرمائیے۔ موصوف لکھتے ہیں:

"جب بچہ عورت کی فرج سے باہر نکلے اور اُس پر فرج کی رطوبت ہو، تو وُہ بھی پاک ہے۔" [۴]

"زیادہ تر صحیح قول یہ ہے کہ کُتّے اور خنزیر کے سوا اور سب جانوروں کی منی پاک ہے۔" [۵]

وہابیہ کی طہارت کا پانی وہابی حضرات اپنی یا کسی اور کی یا کُتّے اور خنزیر کے سوا کسی بھی جانور کی منی میں لتھڑے ہُوئے ہوں تو اُن کی پاکی پر کوئی اثر نہیں پڑتا۔ اب وہ نماز کی تیاری کریں گے۔ وضو کے لیے کیسا پانی درکار ہے؟ چنانچہ کنویں کے

---

[۱] نذیر حسین دہلوی، مولوی؛ فتاویٰ نذیریہ، جلد اول، ص ۱۹۷ [۲] ابوالحسن، مولوی: فقہ محمدیہ کلاں؛ ص ۴۱

[۳] ایضاً: ص ۴۱ [۴] ایضاً: ص ۲۳

[۵] ایضاً: ص ۴۱

پانی کی پاکی ناپاکی کے سلسلے میں میاں نذیر حسین صاحب سے سوال ہوتا ہے جو مع جواب ملاحظہ ہو:

سوال: چہ فرمایند علمائے دین دریں مسئلہ کہ اگر سگ در چاہ افتاد چہ حکم است۔ بیّنوا۔

جواب: حکم چاہ مذکور آنست کہ اگر آب آں چاہ از افتادن سگ متغیر نہ شدہ است بلکہ برحالِ خود است آں چاہ طاہر است۔[1]

اب مولوی عبد الستار دہلوی کی سُن لیجیے کہ اِس بارے میں وُہ کیا فرماتے ہیں:

"کنویں میں چُوہا وغیرہ گِر جائے تو کنواں ناپاک نہ ہوگا کیونکہ آنحضور صلعم کے زمانہ میں مدینہ کے نواح میں بئر بضاعہ تھا، جس میں حیض کے کپڑے، مردار کے گوشت کی ہڈیاں گرتی تھیں، لوگ اُس سے پانی پیتے تھے۔ آپ کو بھی اُس سے پانی دیا جاتا تھا۔ آپ سے اِس مسئلہ پُوچھا گیا تو فرمایا: ان الماء طھور لا ینجسہ شئ۔ کہ پانی پاک ہے، اُس کو کوئی چیز پلید نہیں کرتی۔"[2]

اپنی غلاظت پسندی کی عادت کو پُورا کرنے کی خاطر سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر بھی افتراء کر دیا۔ سرورِ کون ومکاں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو کیسی کیسی نجاستوں، غلاظتوں کے پلا دینے کا دعویٰ کر دیا، پھر پانی کے کسی صورت میں ناپاک نہ ہونے کا حکم بھی اُس سرکار کی جانب زبان زوری سے منسوب کر دیا۔ مزید ملاحظہ ہو:

سوال (۵۰۱): ایک لڑکی جس کی عمر تقریباً دس بارہ سال تھی، کنویں میں گِر کر مر گئی اور مردہ حالت میں باہر نکالی گئی، جس کا سر بالکل پھٹا ہُوا تھا۔ کنویں کی گہرائی تقریباً ۳۵ گز سے ۴۰ گز ہے۔ اِس میں تقریباً پانی آٹھ نو فٹ موجود رہتا ہے۔ اس کی صفائی کا حکم کس طرح ہے؟ تقریباً اُس لڑکی کی لاش کنویں میں دو گھنٹہ رہی۔

جواب: صورت مسئولہ میں واضح ہو کہ پانی کا مزہ[1] یا بُو[2] یا رنگ[3] بدل گیا ہے

---

[1] نذیر حسین دہلوی، مولوی: فتاویٰ نذیریہ، ج ۱، ص ۲۰۰

[2] عبد الستار دہلوی، مولوی: فتاویٰ ستاریہ، ج ۴، ص ۱۶۷

توتمام پانی نکالا جائے گا ورنہ کوئی ضرورت نہیں۔ لقوله علیه السلام الماء طهور لا ینجسه شیٔ الا ما غلب ریحه او طعمه او لونه بنجسه تحدث فیه۔ نیز نبی علیہ السلام کا فرمان ہے: اذا کان الماء قلتین لم یحمل الخبث۔ یعنی جبکہ دو قلّے پانی ہو تو وہ ناپاک نہیں ہوتا۔ اب خواہ اس کو کوئی استعمال کرے یا نہیں کرے لیکن شرعًا وہ ناپاک نہیں۔" [1]

غیر مقلدین حضرات کے نزدیک قلتین یعنی دو بڑی مشکوں کے برابر پانی کسی جگہ موجود ہو تو وہ جاری پانی کا حکم رکھتا ہے اور جب تک اُس کا رنگ، مزہ یا بُو نہ بدلے کسی نجاست کے باعث اُس پر ناپاکی کا حکم جاری نہیں ہوتا۔ وہ پاک ہی قرار دیا جاتا ہے۔ چنانچہ میاں نذیر حسین دہلوی نے لکھا ہے:

"مراد پانی سے یہاں پانی قلیل (دو بڑی مشکوں سے کم) ہے، اگر کثیر (دو بڑی مشکوں کے برابر) ہو، حکم جاری کا رکھتا ہے اور نجس نہیں ہوتا پیشاب وغیرہ سے۔" [2]

یہ ہے غیر مقلدین حضرات کی شانِ تحقیق اور یہ ہے اِن کی حدیث سے وابستگی جس کے بل بوتے پر ائمہ دین کے مُنہ آتے اور بزرگانِ دین کو قرآن و حدیث سے ناواقف ٹھہراتے ہیں لیکن خود یہ عالم ہے کہ ابوسفیان ظریف بن شہاب جیسے ضعیف و متروک راوی کی حدیث کے سہارے سارے جہان کی پلیدی اپنے لیے پاک ٹھہرا لی، حالانکہ محدثین نے حدیث قلتین کو مضطرب اور بعض حضرات نے موضوع قرار دیا ہے۔ خود یہ حدیث پر عمل کہ صحیح احادیث کو چھوڑ کر مضطرب و موضوع کو دین و مذہب بنائیں اور اسی بل بوتے پر ائمہ دین کی تحقیقاتِ جلیلہ میں کیڑے بتائیں۔ اللہ تعالیٰ عقل و دانش عطا فرمائے، آمین۔

کاش! غیر مقلدین حضرات کبھی یہ سوچنے کی زحمت بھی گوارا فرمالیں کہ اگر اُن کے ایسے مسائل سے غیر مسلم آگاہ ہو جائیں تو مسلمانوں، اسلام اور پیغمبرِ اسلام کے بارے میں وُہ

---

[1] عبدالستار دہلوی: فتاویٰ ستاریہ، جلد چہارم، ص ۵۳، ۵۴

[2] نذیر حسین دہلوی: معیار الحق، ص ۱۳۲

کیا نظر بہ قایم کریں گے؟ اگر اُنھیں معلوم ہو جائے کہ اِن لوگوں کے نزدیک دو بڑی مشکوں کے برابر پانی کسی جوہڑ میں ہو اور اِتنے سے پانی میں پیشاب، پاخانہ، مرا ہوا کتا، بلی، چوہا یا کوئی اور نجس چیز پڑی ہوئی ہو، تو یہ پانی غلاظتوں کا مجموعہ ہونے کے باوجود یہ لوگ پاک سمجھتے ہیں۔ اِس سے وضو و غسل کر کے نماز پڑھ سکتے ہیں۔ اِسے بے دھڑک پی سکتے ہیں۔ پیغمبرِ اسلام نے مسلمانوں کی ایسی تربیت کی تھی کہ جس کنویں سے پانی پیتے تھے، اُسی میں حیض کے لتھڑے کپڑے ڈالے جاتے، اُسی میں مُردہ جانوروں کا گوشت اور ہڈیاں پھینک دیتے تھے اور بے دھڑک اسی پانی کو نہ صرف خود پیتے رہتے بلکہ اپنے نبی کو پلاتے اور مسلمانوں کا نبی اُنھیں اس حرکت سے روکنے کے بجائے ایسی حرکتوں پر اور اُبھارتا تاکہ خود اُس پانی کو پی لیتا اور اُس کے پاک صاف ہونے کا حکم صادر فرما دیتا تھا۔ وَاللّٰہُ یُحِبُّ الْمُطَّہِّرِیْنَ۔ اللہ پاک رہنے والوں کو پسند فرماتا ہے لیکن غیر مسلم کہہ سکتے ہیں کہ اگر اسلام میں پاکی ناپاکی کا معیار یہی ہے جو غیر مقلدین پیش کرتے ہیں تو اِس طرح اسلام میں پاکیزگی کا تصور تک نہیں پایا جاتا اور غلاظت پسندی کے باعث بہ ہر گز خدا کے پسندیدہ بندے نہیں ہو سکتے۔ اُمید ہے کہ یہ نرالے محققین ٹھنڈے دِل سے غور فرمائیں گے۔

غیر مقلدین کی شانِ عبادت گزاری

وہابی حضرات اگرچہ قطعاً پلید جوہڑ کے پانی سے وضو و غسل کر کے بے تکلف عبادات ادا کر سکتے ہیں، لیکن اُنھیں اِس سے بڑھ کر بھی سہولت حاصل ہے۔ ملاحظہ ہو کہ جنبی و محدث کا اذان پڑھنا صاف جائز قرار دیا ہوا ہے۔ چنانچہ لکھا ہے:

"وجائز است تا ذینِ محدث اگرچہ با طہارت افضل است۔" [1]

اب سجدۂ تلاوت کے بارے میں اِن حضرات کے سرگروہ کی تحقیق ملاحظہ ہو۔ موصوف نے لکھا ہے:

"پس اس حدیث سے جواز سجدۂ تلاوت بے وضو نیز ثابت ہوتا ہے۔" [2]

---

[1] نور الحسن خاں: عرف الجادی، ص ۲۴

[2] محمد ابو الحسن، مولوی: فقہ محمدیہ کلاں، ص ۹۷

اب ذرا اِن حضرات کے غسل کی مزید کیفیت ملاحظہ فرمائی جائے۔ مولوی محمد ابوالحسن صاحب لکھتے ہیں :

"اگر سارا حشفہ غائب نہ ہو بلکہ بعض غائب ہو اور بعض باہر رہے تو اُس کے ساتھ کوئی حکم متعلق نہیں ہوتا۔ نہ اُس پر غسل واجب ہوتا ہے نہ کوئی اور حکم اُس کے ساتھ متعلق ہوتا ہے۔"[۱]

اب میاں نذیر حسین دہلوی کے شاگرد مولوی محمد سعید صاحب کی عجیب وغریب تحقیق ملاحظہ ہو، جس سے غیر مقلد حضرات روزانہ فائدہ اٹھاتے اور مزے لوٹتے ہوں گے۔ اُنھوں نے لکھا ہے :

"جو اپنی بیوی سے جماع کرے اور انزال نہ ہو تو اُس کی نماز بغیر غسل کے درست ہے۔"[۲]

اب وہابی صاحب وضو کی جانب رجوع فرماتے ہیں۔ اِس میں بھی جدّت ملاحظہ ہو :

"کافی ہے مسح کرنا پگڑی پر۔"[۳]

دُوسرے غیر مقلد صاحب کا جوشِ تحقیق اور شانِ محققانہ بھی قابلِ دید نی ہے۔ اُنھوں نے لکھا ہے :

"وضو میں بجائے پاؤں دھونے کے مسح فرض ہے۔"[۴]

وہابی مرد و زن اکٹھے نماز پڑھیں تو کوئی مضایقہ نہیں۔ چنانچہ لکھا ہے :

"اِسی طرح اگر عورت مردوں کے ساتھ کھڑی ہو جاوے تو جمہور علماء کے نزدیک اُس کی نماز بھی نہیں ٹوٹتی اور حنفیہ کہتے ہیں کہ اگر عورت مرد کے برابر کھڑی ہو جائے تو مرد کی نماز ٹوٹ جاتی ہے اور عورت کی نہیں ٹوٹتی، لیکن یہ قیاس مع الفارق ہے۔"[۵]

بلکہ غیر مقلدین حضرات کے شیرِ پنجاب نے تو اِس سے بھی جرأت مندانہ فیصلہ صادر فرمایا ہوا ہے۔

---

[۱] محمد ابوالحسن، مولوی : فقہ محمدیہ کلاں، ص ۶۵

[۲] محمد سعید، مولوی : ہدایت قلوب قاسیہ، ص ۳۶

[۳] صدیق حسن خاں، مولوی : فتح المغیث، ص ۶

[۴] محمد ابراہیم، مولوی : فتاویٰ ابراہیمیہ، مطبوعہ الٰہ آباد، ص ۲

[۵] محمد ابوالحسن، مولوی : فقہ محمدی کلاں، ص ۱۵۰

ملاحظہ ہو:

سوال: کوئی شخص عورتوں کو عید گاہ میں لے جانے کی کوشش کرے تو اُس کی مخالفت کرنی جائز ہے یا نہیں؟

جواب: ہرگز مخالفت جائز نہیں۔"[1]

خیر سے غیر مقلد حضرات اپنی عورتوں کو ساتھ لے کر نماز میں مشغول ہو گئے اب مردوں اور عورتوں کی منی خارج ہونے لگتی ہے تو اُس صورت کے بارے میں انھیں یہ تلقین فرمائی گئی ہے:

"اسی طرح اگر منی اُتر کر ذکر کے درمیان آوے اور وہ شخص نماز کے اندر ہو، وُہ اپنے ذکر کو کپڑے کے اُوپر سے پکڑ رکھے اور منی باہر نہ نکلے، یہاں تک کہ سلام پھیرے تو اُس کی نماز درست ہو جاتی ہے کہ وُہ ہمیشہ پاک ہے یہاں تک کہ منی باہر نکلے اور عورت کا حکم بھی مانند مرد کی ہے۔"[2]

مندرجہ بالا حوالہ جات سے وہابی حضرات کی نماز کا نقشہ اُن کی محققانہ شان کے باعث یُوں سامنے آتا ہے کہ غیر مقلد صاحب اپنی اہلیہ محترمہ سے صحبت کر رہے تھے کہ کسی مسجد سے اذان کی آواز سُنی، انزال ابھی نہیں ہُوا تھا کہ دونوں اُسی طرح لتھڑے ہُوئے نماز کی جانب دوڑے، دونوں نے اُس کنویں کے پانی سے وضو کیا جس میں کُتّا گر گیا تھا یا کوئی لڑکی گر گئی تھی اور اس کا سر بھی پھُوٹ گیا تھا یا گاؤں کے جوہڑ پر جا پہنچے جس میں گاؤں کی بھینسیں روزانہ پیشاب گوبر کرتی ہیں لیکن اُس میں پانچ دس بڑی مشکوں کے برابر پانی ہے۔ وضو کرتے ہُوئے وہابی صاحب نے پگڑی پر مسح کیا حالانکہ اللہ جلّ مجدہٗ نے وَامْسَحُوْا بِرُءُوْسِكُمْ فرمایا ہے لیکن نرالے محققوں نے وَامْسَحُوْا بِعِمَامَتِكُمْ بنا لیا ہے اور وہابن صاحبہ نے دوپٹے پر مسح کر لیا ہوگا۔ اتنی دیر میں ایک صاحب نے حالتِ جنابت میں آکر اذان پڑھ دی۔ مولوی صاحب مشفعہ والا مذکورہ تماشا کر ہی رہے تھے کہ اذان کی آواز سُن کر سابقہ وضو سے نماز پڑھانے

---

[1] ثناء اللہ امرتسری، مولوی: فتاویٰ ثنائیہ، جلد اول، ص ۳۳۷

[2] محمد ابوالحسن: فقہ محمدی کلاں، ص ۶۹

مصلّے پر کھڑے ہو گئے۔ انزال سے پہلے نماز کی جانب دوڑ آنے والا جوڑا، مولوی صاحب کی اہلیہ محترمہ اور موذّن صاحب پیچھے کھڑے ہو گئے۔ سابقہ کرتوت کا خیال آتے ہی مذکورہ جوڑے اور مولوی صاحب و مولون صاحبہ کی منی خارج ہونے لگی۔ فوراً چاروں حضرات کے دائیں ہاتھ اپنے اپنے اُن مقاموں پر ہی پہنچ گئے جہاں پہنچانے کی اُن کے بڑوں نے تلقین فرمائی ہے۔ موذن صاحب نے جب راجہ اِندر کے اکھاڑے کا یہ تماشا دیکھا تو اُن کے جذبات بھی بے قابو ہو گئے۔ مجبوراً اُنھیں بھی اپنا دایاں ہاتھ مقامِ خاص پر پہنچانا پڑا۔ پانچوں حضرات کا ایک ایک ہاتھ قیام ہو یا قعدہ، رکوع ہو یا سجدہ ہر حالت میں اُسی مقام پہ ڈٹا ہوا ہے جہاں اُس کی اشد ضرورت محسوس ہو رہی ہے اور جہاں پانچوں کی توجہ مرکوز ہو کر رہ گئی ہے۔ رفعِ یدین کا مسئلہ بھی بگڑ کر رفعِ ید ہو کر رہ گیا ہے۔ سلام پھیرتے ہی پانچوں بغیر دُعا مانگے اُسی طرح ہاتھوں سے صورتِ حال کو سنبھالتے ہوئے جلد از جلد باہر دوڑ گئے۔ اگر دُعا مانگتے تو ہاتھ ہٹانے پڑتے، جس سے مضحکہ خیز سیلِ رواں آجاتا۔ یہ تھی وہ محققانہ نماز جس سے پانچوں نے فراغت پائی۔ بجز غیر مقلد حضرات کے ایسی عبادت گزاری کس کے حصے میں آئی۔ اللہ تعالیٰ جملہ مدعیانِ اسلام کو سچی ہدایت نصیب فرمائے۔ آمین۔

غیر مقلدین کے دیگر محبوب مشغلے

وہابی و نجدی حضرات قبہ شکنی میں شہرۂ آفاق ہیں مولوی محمد اسمٰعیل دہلوی تو اس مرحلے تک پہنچنے سے پہلے ہی پٹھانوں کے ہاتھوں ذبح ہو چکے تھے۔ غیر مقلد حضرات کے ہاتھوں میں ہزار جتن کے باوجود صرف قلم ہے، جس سے وہ اکابر دشمنی کی بھڑاس نکال لیا کرتے ہیں۔ چنانچہ مولوی محمد اسمٰعیل غزنوی نے لکھا ہے:

"آج کل صالحین کی قبور پر جو گنبد اور قبّے بنائے گئے ہیں، وہ بھی بطور ایک بُت کے ہیں۔" [1]

اب غیر مقلد حضرات کا دُوسرا مشغلہ ملاحظہ فرمائیے۔ مولوی عبدالستار دہلوی جواب دیتے ہیں:

سوال (۰۰) زید کہتا ہے کہ مسجد میں محراب بنانا ناجائز ہے اور عمرو

---

[1] محمد اسمٰعیل غزنوی، مولوی، تحفہ وہابیہ، ص ۵۹

کہتا ہے کہ جائز ہے۔ جواب طلب امر یہ ہے کہ قولین میں سے کون سا قول صحیح اور قابلِ قبول ہے؟ (عبدالودود۔ قصبہ جھالو)

جواب: بے شک مساجد میں محراب مروّجہ کا بنانا ناجائز اور بدعت ہے۔"[1]

تیسرا مشغلہ کہ نوافل کی کثرت اور شب بیداری بھی ان حضرات کے نزدیک ممنوع و بدعت ہے۔

مولوی عبدالستار صاحب سے اس کے متعلق سوال ہُوا جو مع جواب ملاحظہ فرمائیے:

سوال (۸۱) شب برات یعنی ۱۴ تاریخ شعبان کو اکثر عورتیں مرد نفلیات رات بھر پڑھتے ہیں، اس کا ثبوت شریعتِ محمدیہ میں ہے یا نہیں؟

جواب: شب برات کو رات بھر نفلیات وغیرہ پڑھنا بدعت ہے اور اپنی جانب سے دین اکمل کے اندر زیادتی کرنی ہے جو کہ شرعاً ممنوع ہے۔"[2]

چوتھا مشغلہ سالانہ ہے، جس پر یہ حضرات عید الاضحیٰ کو عمل پیرا ہوتے ہوں گے:

سوال (۲۹۰) معروض آنکہ زمانۂ حال میں چیزوں کی گرانی حد سے بڑھ گئی ہے۔ اس وجہ سے امسال قربانی کا جانور پندرہ بیس روپے سے کم ملنا دشوار ہے۔ بندہ نے سُنا تھا کہ پہلے کسی صحیفہ میں یہ مضمون نکل چکا ہے کہ مرغ کی قربانی بھی جائز ہے۔ فرمانِ نبوی اَلدِّیْنُ یُسْرٌ" اور فرمانِ الٰہی مَاجَعَلَ فِی الدِّیْنِ مِنْ حَرَجٍ کے عموم کے ماتحت اگر آپ مرغ کی قربانی جائز سمجھتے ہوں تو بندہ کی تحقیق کرا دیں۔" (از مولوی محمد ضلع فیروز پور)

جواب: "شرعاً مرغ کی قربانی جائز ہے۔"[3]

پانچواں مشغلہ مسلمانانِ اہلسنت وجماعت کو مشرک و بدعتی سمجھنا اور اُن سے مقاطعہ کرنا بھی ملاحظہ ہو:

---

[1] عبدالستار، مولوی: فتاویٰ ستاریہ، جلد اوّل، ص ۶۳

[2] ایضاً: ص ۶۷

[3] فتاویٰ ستاریہ، جلد دوم، ص ۲۷

"سوال : نام کا مسلمان، شرکیہ افعال کرنے والے کا نکاح موحدہ عورت سے جائز ہے یا ناجائز؟

جواب : حرام ہے۔" [1]

سوال (۱۱۱) : عند اللہ و عند الرسول نکاح کس بات سے ٹوٹ جاتا ہے؟

جواب : عورت موحدہ مسلمہ صوم و صلوٰۃ کی پابند ہو اور خاوند مشرک، بدعتی، مولود پرست، گیارھویں پرست، تعزیہ پرست وغیرہ وغیرہ یا تارکِ صوم و صلوٰۃ ہو وغیرہ وغیرہ یا اس کے برعکس، بس نکاح ٹوٹ گیا۔ لَا هُنَّ حِلٌّ لَّهُمْ وَلَا هُمْ يَحِلُّوْنَ لَهُنَّ۔" [2]

اگر غیر مقلد حضرات کے ایسے فتووں کو شرعی حکم کے مظہر سمجھ لیا جائے تو کتنے فیصد نکاح آج درست قرار پا سکتے ہیں؟ غیر مقلد حضرات غور تو فرمائیں کہ اُن کے فتووں کی رُو سے کتنے مدعیانِ اسلام بلکہ اُن کے ہم مشرب بھی ولد الزنا قرار پاتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ جملہ مدعیانِ اسلام کو عقلِ سلیم عطا فرمائے۔ آمین۔ اِسی تصویر کا یہی افسوسناک رُخ قارئین حضرات مزید ملاحظہ فرمائیں۔ چنانچہ مرقوم ہے:

سوال (۳۵۴) : اگر نام کا حنفی باپ ہو یا ماں ہی کیوں نہ ہو، اُن کی دنیاوی خدمت بجالانی کیسی ہے اور اُن کا جنازہ پڑھنا چاہیے یا نہیں؟ مخالفِ اسلام ہونے کی وجہ سے دِل تو اُن کی خدمت کو بھی نہیں چاہتا۔

جواب : والدین کی دنیاوی امور میں اطاعت خدمت کرنی چاہیے لقولہ تعالیٰ وصاحبہما فی الدنیا معروفا (الآیہ) اور اگر بے نماز مشرک ہیں تو نمازِ جنازہ نہیں پڑھنی چاہیے۔" [3]

---

[1] فتاویٰ ستاریہ، جلد اوّل، ص ۴

[2] ایضاً : ص ۸۷

[3] عبدالستار، مولوی : فتاویٰ ستاریہ، جلد سوم، ص ۳۸

سوال (۲۶۸) مشرک بدعتی کو سلام کرنا یا سلام کا جواب دینا ، میل جول رکھنا جائز ہے یا نہیں ، اگرچہ وہ کلمہ گو ہو۔

جواب : مشرکین مبتدعین کو سلام کرنا یا اُن سے اسلامی تعلقات و موالات قائم رکھنا شرعاً سخت معیوب و مذموم ہے۔ ایک شخص نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کو سلام کہلا بھیجا تو عبداللہ بن عمر صحابیِ رسول نے اُس کا جواب نہیں دیا..... پس حدیث ھٰذا سے اظہر من الشمس وابین من الامس ہو گیا کہ مشرکین مبتدعین بدتر بن فساق و فجار کے ساتھ نشست و برخاست کرنا ، اُن کے ساتھ سلام و کلام کرنا اُن کے سلام کا جواب دینا معیوب و مذموم ہے۔ الخ" [1]

مسلمانانِ اہلسنت و جماعت یعنی سوادِ اعظم کے ساتھ غیر مقلد حضرات کا یہ سلوک کہ اُن سے سلام و کلام تک معیوب و مذموم لیکن انگریز کی دشمنِ اسلام حکومت کی چوکھٹ پر ناصیہ فرسائی اور گاندھی جیسے کھلے مشرک ، ٹھیٹ بت پرست کے سامنے سجدہ ریزی۔ آج اُن غیر مسلموں کے سامنے یہ فتوے کیوں دماغوں سے نکل گئے ؟ غیر مقلد حضرات کے ایسے فتوے سُنّی مسلمانوں کے خلاف ہونے چاہیے تھے یا نصاریٰ و ہنود کے متعلق ؟

وہابی خورد و نوش

جس طرح وہابی حضرات کے لیے ہر میدان بڑا وسیع اور اُس میں من مانی کی عام اجازت ہے ، اسی طرح کھانے پینے کی چیزوں میں اِن حضرات کے ماکولات و مشروبات کی فہرست بھی کچھ نرالی اور تعجب خیز قسم کی ہے۔ پہلا پسندیدہ مشروب ملاحظہ ہو :

سوال : اُونٹ کا پیشاب پینا مریض کے لیے حدیث میں ہے مگر بڑی مکروہ چیز ہے۔ کیسے جائز ہوا ؟ ہندو لوگ عورت کو نفاس کی حالت میں گائے کا پیشاب پلاتے ہیں۔ کیا باعثِ اعتراض نہیں ہے ؟"

---

[1] عبدالستار ، مولوی ؛ فتاویٰ ستاریہ ، جلد دوم ، ص ۱۴۲

جواب: حدیث شریف میں بطور دوائی استعمال کرنا جائز آیا ہے، جس کو نفرت ہو وہ نہ پیئے، لیکن حلّت کا اعتقاد رکھے۔ ایسا ہی گائے بکری کے بول کے متعلق بھی آیا ہے: "لا بأس ببول ما یؤکل لحمہ"۔ [1]

اب غیر مقلدین کے دوسرے مشروب مرغوب کا ذکر ہو جانا چاہیے جس کی نہریں تقریباً ہر گھر میں رواں ہیں۔ کسی صاحب کے سوال پر ان حضرات کے شیخ الکل میاں نذیر حسین دہلوی کا جواب ملاحظہ ہو:

سوال: ایک شخص زوجہ اپنی سے ہم خلوت تھا اور غلیان شہوت بوقت مجامعت کے زوجہ اپنی سے مساس کرتے ہوئے پستان منہ میں لے گیا اور زوجہ اس کی طفل یکسالہ کو دُودھ پلاتی تھی، اُس شخص کے حلق کے اندر ایک بار یا کہ دو بار دُودھ چلا گیا۔ آیا وہ شخص زوجہ اپنی کا فرزند رضاعی ہو گیا یا کہ شوہر رہا اور اِس فعل کے باعث سے زوجہ اُس کے نکاح میں داخل رہی یا کہ نہ رہی؟

سوال دیگر: یہ کہ مدت رضاعت کی آیا خورد سالی میں ہے یا کہ جوانی میں رہے گی اور عورت کا دودھ اگر کسی زخم میں یا کہ ذکر کے سوراخ میں یا کان میں بجہت کہنے طبیب کے ڈالا جائے تو اس کا کیا حکم ہے؟ بینوا توجروا۔

الجواب: وہ شخص اپنی زوجہ کے دودھ پینے کی وجہ سے اپنی زوجہ کا فرزند رضاعی نہیں ہو گیا بلکہ وہ علیٰ حالہ شوہر رہا اور اُس کی زوجہ اُس کے نکاح میں داخل رہی۔ اِس وجہ سے کہ مدت رضاعت میں دُودھ پینے سے حرمت رضاعت ثابت ہوتی ہے اور بعد مدت کے ثابت نہیں ہوتی اور مدت رضاعت امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک ڈھائی برس ہے صاحبین اور علماء جمہور کے نزدیک دو برس ہے اور کسی زخم یا سوراخِ ذکر یا کان میں عورت کا دودھ ڈالنے سے حرمتِ رضاعت ثابت نہیں واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب۔ حررہ سید شریف حسین عفی عنہ۔ سید محمد نذیر حسین [2]

---

[1] ثناء اللہ امرتسری، مولوی: فتاویٰ ثنائیہ، جلد اول، ص ۵۵۵

[2] نذیر حسین دہلوی، مولوی: فتاویٰ نذیریہ، جلد دوم، ص ۳۹۶

غیر مقلد حضرات نے اِس مرحلے پر اپنی شانِ تحقیق سے ایک عجیب و غریب مسئلہ گھڑا اور عیاشی و نفس پرستی کی کتاب میں ایک نئے باب کا اضافہ کر کے بے راہ رو اور عیاش طبقے سے خراجِ تحسین حاصل کر لیا ہے۔ یہ حضرات فرماتے ہیں کہ کوئی عورت کسی مرد کو دُودھ (اپنی پستان سے) پلا دے تو اس کا فائدہ یہ ہوگا کہ اُس مرد کا دُودھ پلانے والی عورت کو اور اُس عورت کا دودھ پینے والے مرد کو دیکھنا جائز ہو جائے گا۔ ناشر غیر مقلدیت، نواب آف بھوپال جناب مولوی صدیق حسن خاں قنوجی صاحب رقمطراز ہیں:

"وَيَجُوزُ إِرْضَاعُ الْكَبِيرِ وَلَوْ كَانَ ذَا اللِّحْيَةِ لِتَجْوِيزِ النَّظَرِ۔" [1]

دوسرے ناشر غیر مقلدیت مولوی وحید الزمان خاں حیدر آبادی یوں لکھتے ہیں:

"وَيَجُوزُ إِرْضَاعُ الْكَبِيرِ وَلَوْ كَانَ ذَا لِحْيَةٍ لِتَجْوِيزِ النَّظَرِ خِلَافًا لِلْجُمْهُورِ۔" [2]

یعنی بڑے آدمی کو دُودھ پلانا جائز ہے خواہ وہ داڑھی والا ہی کیوں نہ ہو اور یہ اس لیے ہے کہ اُس عورت کو دیکھنا جائز ہو جائے اگرچہ یہ نظریہ جمہور کے خلاف ہے۔

اب غیر مقلد حضرات کے خصوصی اور ناپسندیدہ ماکولات کا ذکر ہو جانا چاہیے۔ چنانچہ مولوی عبد الستار دہلوی نے گوہ کی حِلّت کے بارے میں تحریر فرمایا ہے:

"ضب یعنی گوہ حلال ہے۔" [3]

موصوف نے اِسی تفسیر کی کتاب کے اِسی صفحے پر اپنی اس تحقیق سے بھی نوازا ہے:

"کچھوا حلال ہے۔" [4]

پس نواب صاحب پر کسی گھوڑے نے دولتی جھاڑ دی ہوگی، لہٰذا یوں فتویٰ داغ دیا جاتا ہے:

---

[1] صدیق حسن خاں بھوپالی، مولوی: روضۃ الندیہ، ص ۲۳۶

[2] وحید الزماں خاں، مولوی: نزل الابرار، جلد دوم، ص ۷۷

[3] عبد الستار: تفسیر ستاری ضمیمہ د، ص ۴۲۶

[4] ایضاً: ص ۴۲۶

"گوشتِ اسپ حلال است۔" [1]

مولوی عبد الستار صاحب سے بجّو کی حلّت و حرمت کے بارے میں سوال ہُوا۔ موصوف نے متبعِ حدیث بن کر جو جواب مرحمت فرمایا وہ قارئین کے پیشِ خدمت ہے:

سوال (۲۷۷): ایک شخص بنام منشی کہتا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بجّو کے متعلق فرمایا ہے کہ بجّو حلال ہے۔ جو شخص بجّو کا کھانا حلال نہ جانے، وہ منافق بے دین ہے۔ اُس کی امامت ہرگز جائز نہیں۔ دوسرا شخص بنام محمد کہتا ہے کہ بجّو کا کھانا حلال نہیں، ہاں شکار جائز ہے اور بجّو کے حلال نہ جاننے والے کو منافق و بے دین کہنا جائز نہیں بلکہ تشدد ہے۔ دونوں میں سے کس کا قول صحیح ہے؟ (سائل حاجی محمد صاحب بہاولپوری)

جواب: منشی کا قول صحیح ہے اور موافق حدیثِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔ بجّو گو طبعاً مکروہ ممنوع ہے مگر شرعاً ممنوع نہیں۔" [2]

یہاں تک تو اُن حضرات کا ذکر ہے جن سے صرف ایک آدھ جانور ہی حلال ٹھہرایا جا سکا لیکن جب غیر مقلدین کے بقیۃ السلف و عمدۃ الخلف مولوی ثناء اللہ امرت سری کی باری آئی تو اُنھوں نے شیرِ پنجاب بن کر وُہ دلیری دکھائی کہ سانسی، گگرے، سپیرے اور چینی بھی ہاتھ ملتے رہ گئے۔ اُن کے جملہ ماکولات غیر مقلدین نے اپنے لیے حلال ٹھہرا لیے۔ اب موصوف کا وہ فتاویٰ ملاحظہ فرمائیے:

سوال: کچھوا، کوکرا اور گھونگا حرام ہیں یا حلال؟ از روے قرآن و حدیث جواب ہو۔

جواب: قرآن و حدیث میں جو چیزیں حرام ہیں اُن میں یہ تینوں نہیں اور حدیث شریف میں آیا ہے ذروني ما ترکتم۔ جب تک شرع بند نہ کرے، تم سوال نہ کیا کرو۔

---

[1] نور الحسن خاں: عرف الجادی، ص ۱۰

[2] عبد الستار: فتاویٰ ستاریہ، جلد دوم، ص ۲۱

اِن تینوں سے شرعِ شریف نے بند نہیں کیا، لہٰذا حلال ہیں۔" [۱]

وہابی حضرات ذرا اُن اشیاء کی فہرست تو پیش کریں جن کو قرآن وحدیث نے حرام قرار دیا ہے۔ تاکہ ہم اُن کے حلال جانوروں کی فہرست میں بیش بہا اضافہ کردیں۔ فہرست پیش کرنے پر غیر مقلد حضرات کو کتنی ہی اُن چیزوں کو حلال ماننا پڑے گا جو حلال ہرگز نہیں ہیں یا اُنھیں برملا اعتراف کرنا پڑے گا کہ قرآن وحدیث نے حلال وحرام کے بارے میں کچھ اور ہی ضابطہ مقرر فرمایا ہے جسے یہ نام نہاد محققین عوام الناس سے چھپاتے ہیں تاکہ شریعتِ محمدیہ کا ہر طرف سے اپریشن کرتے رہیں۔

غیر مقلدین کی ازدواجی بے ضابطگی

کسی چیز کو حلال یا حرام قرار دینا پروردگارِ عالم کا کام ہے یا اُس کی عطا سے حبیبِ خدا، خاتم الانبیاء صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ودیگر انبیائے کرام علیہم السلام کو حاصل تھا۔ اہلِ علم کا کام حلال کو حرام قرار دینا نہیں بلکہ اللہ ورسول (جل جلالہٗ وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کے احکامات کو بیان کرنا ہے۔ غیر مقلدین حضرات نہ صرف محقق بن کر ائمہ مجتہدین کے مقام پر سینہ زوری سے فائز ہونا چاہتے ہیں بلکہ اندرونِ خانہ اللہ اور رسول کا کام بھی خود ہی سنبھال کر حلال وحرام قرار دینے بیٹھ جاتے ہیں۔ مٹھوٹ کاریگر کی طرح اِس میدان میں بھی اِن حضرات نے اپنی تحقیق کے خوب ہی گُل کھلائے اور مضحکہ خیز فتوے داغے ہیں، چنانچہ نواب آف بھوپال، مولوی صدیق حسن خاں قنوجی کے فرزند مولوی نور الحسن خاں نے اپنے ہی نطفے کی لڑکی سے نکاح جائز قرار دیا ہے۔ لکھتے ہیں:

ونیست وجہ از برائے منع نکاح	اُس بیٹی سے ممانعتِ نکاح کی کوئی وجہ
بادخترے کہ ایں کس با مادرش زنا	نہیں جس کی ماں سے اُس شخص نے زنا
کردہ زیرا کہ تحریم محارم محرمات	کیا ہو، کیونکہ محرمات کا ذی محرم کے لیے
بشرع است وشرع تحریم بنت	حرام ہونا شرع سے ہے اور شریعت میں
شرعی آمدہ وایں دختر بنت شرعی	شرعی بیٹی کی حرمت آئی ہے جبکہ مذکورہ لڑکی
نیست تا داخل باشد زیر قولہ	شرعی بیٹی نہیں ہے کہ حکمِ ربانی بیٹیاں تمھارے

[۱] ثناء اللہ امرتسری، مولوی: فتاویٰ ثنائیہ، جلد اول، ص ۵۵

تعالیٰ وبَنَاتُکُم نتواں گفت	لیے حرام ہیں کے حکم میں داخل ٹھہرے اور ہم
کہ اسم بنت لاحق مخلوقہ بماء او ست	نہیں کہہ سکتے کہ بیٹی کا نام اُس کے مخلوقہ پانی
زیرا کہ ایں طوق اگر بشرع است	کی وجہ سے ہے۔ کیونکہ (بیٹی کہنا) اگر اسے
پس باطل است واگر مراد آنست	شرعی قرار دیں تو باطل ہے اور اگر اس سے
کہ غیر شرعی است پس مضر ما نیست	مراد یہ ہے کہ (بیٹی ہونا) غیر شرعی ہے، تو یہ
چہ اگرچہ مخلوق از آب اوست لیکن	بات ہمارے لیے مضر نہیں ہے کیونکہ اگرچہ
ایں آب نہ آبے است کہ بداں	یہ لڑکی اُس کے نطفے سے پیدا ہوئی ہے،
طوق نسب ثابت شدہ بلکہ آبے	لیکن یہ نطفہ وہ نطفہ نہیں ہے جس سے نسب
است کہ صاحب اورا جز حجر	ثابت ہو جائے بلکہ ایسا نطفہ ہے جس سے
حاصل دیگر نیست۔" [1]	پتھر کے سوا اور کچھ حاصل نہیں۔

اب عالی جناب مولوی وحید الزمان خاں صاحب حیدر آبادی کی تحقیقِ انیق ملاحظہ ہو:

وَلَوْ زَنَا بِامْرَأَةٍ تَحِلُّ لَهُ	اور اگر کسی عورت سے زنا کیا تو اُس آدمی
اُمُّهَا وَبِنْتُهَا۔ [2]	کے لیے مذکورہ عورت کی ماں اور بیٹی جائز ہے۔

یہی حیدر آبادی صاحب غیر مقلدین کے لیے مزید گنجایش یُوں پیدا فرماتے ہیں:

ولو جامع احد زوجة ابیه	اگر کسی نے اپنے باپ کی زوجہ سے مجامعت
سواء کان بالغا او غیر بالغ	کی، خواہ وہ بالغ ہو یا نابالغ، چھوٹا ہو یا
صغیرًا او مراهقا لم تحرم	ہیجڑا۔ اُس کے باپ پر وہ عورت حرام
علیٰ ابیه لما قدمنا ان	نہیں ہوگی، جیسا کہ ہم بیان کر آئے ہیں
حرمة المصاهرة لا تثبت	کہ زنا سے حرمتِ مصاہرت ثابت نہیں
بالزنا [3]	ہوتی۔

---

[1] نور الحسن خاں، مولوی، عرف الجادی، ص ۱۰۹

[2] وحید الزمان خاں: نزل الابرار، ج ۲، ص ۲۱ [3] ایضاً: ص ۲۸

اب ذرا اسی تصویر کا رُخ ملاحظہ فرما کر اِن حضرات کی جرأت وجسارت کا اندازہ کیجیے کہ شریعتِ محمدیہ کو انگریز بہادر کے وظیفوں کی خاطر کس طرح بچے کے ہاتھ کا کھلونا بنایا ہوا تھا، چنانچہ لکھا ہے:

وکذٰلک لوجامع زوجۃ ابنہ لا تحرم علی ابنہ"۔ | اِسی طرح اگر کسی نے اپنے بیٹے کی زوجہ سے جماع کیا تو وہ عورت اُس کے بیٹے پر حرام نہیں ہوگی۔ [۱]

وہابی مذہب کیا ہوا، عیاشی کے مفت پرمٹ تقسیم کرنے والوں کی منڈلی ہوگئی۔ اپنے نطفے کی لڑکی سے نکاح جائز، بہو سے زنا کیا تو وہ لڑکے پر حرام نہ ہُوئی، لڑکے نے باپ سے بدلہ لیا اور سوتیلی ماں سے زنا کیا تو وہ باپ پر حرام نہیں ہوئی جس سے زنا کیا اُس کی ماں اور بیٹی سے نکاح حلال۔ سارے مزے وہابیوں کے گھر میں جمع ہو گئے۔ خیر یہ چھوٹے میاؤں کے فتوے تھے اِن پر بڑے میاں اور اُن کے شیخ الکل، مولوی نذیر حسین دہلوی کی مُہرِ تصدیق دکھا دی جائے تاکہ سند رہے اور بوقتِ ضرورت کام آئے۔ سوال وجواب ملاحظہ فرمائیں:

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے دین اِس مسئلہ میں کہ ایک شخص نے باغوائے نفسِ امّارہ ایک عورت سے زنا کیا۔ بعد اِس کے مزنیہ کی لڑکی سے نکاح کیا اور بعد نکاح کے بھی دونوں سے وطی کی، تو نکاح درست ہوا یا نہیں؟ بر تقدیر عدم جواز صورت نباہ کی ہے یا نہیں؟ بینوا توجروا۔

الجواب: نکاح مذکور درست ہُوا، اِس لیے کہ یہ عورت اُن عورتوں میں سے نہیں جن سے نکاح حرام ہے۔" [۲]

عیّاشی کو پایۂ تکمیل تک پہنچانے کی خاطر چودھوی صدی کے محققین نے متعہ کی اباحت کا حکم بھی صادر فرمایا ہوا ہے تاکہ ضرورت مند حضرات مزے اڑائیں اور نرالے محققین کا شکریہ ادا کریں۔ چنانچہ لکھا ہے:

---

[۱] وحید الزماں خاں: نزل الابرار، ج ۲، ص ۲۸

[۲] نذیر حسین دہلوی: فتاویٰ نذیریہ، جلد دوم، ص ۱۷۶

وکذلک بعض اصحابنا فی نکاح المتعۃ فجوزوھا لانہ کان ثابتاجائزا فی الشریعۃ کماذکرہ فی کتابہ فما استمتعتم بہ منھن فاتوھن اجورھن قراۃ ابی بن کعب و ابن مسعود فما استمتعتم بہ منھن الی اجل مسمی یدل صراحۃ علی اباحۃ المتعۃ فالاباحۃ قطعیۃ لکونہ قد وقع الاجماع علیہ والتحریم ظنی"۔ ؎۱

اور اسی طرح ہمارے بعض اصحاب (وہابی علماء) نے نکاحِ متعہ کو جائز قرار دیا ہے کیونکہ شریعت سے اِس کا جائز ہونا ثابت ہے جیسا کہ قرآنِ کریم میں مذکور ہے فما استمتعتم بہٖ مِنْھُنَّ فاٰتوھن اجورھن ابن ابی کعب اور عبداللہ بن مسعود کی قرأۃ فما استمتعتم بہ منھن الی اجل مسمی متعہ کی اباحت پر صراحۃً دلالت کرتی ہے۔ پس (متعہ کی) اباحت قطعی ہے کیونکہ اِس پر اجماع منعقد ہو چکا ہے اور اِس کی تحریم ظنی ہے۔

اِن محققین نے گھر کے اندر اور باہر عیاشی کے پرمٹ تقسیم فرما دیے۔ خالص زنا پر اباحت و جواز کی شرعی مُہریں لگا دیں۔ بعدہٗ خیال آیا ہوگا کہ بعض آدمی ایسے بھی ہوتے ہیں جو نہ گھر میں کسی سے زنا کر سکیں نہ متعہ کی استطاعت رکھتے ہوں، اُن کی سہولت کے پیشِ نظر مُشت زنی کو مباح بلکہ واجب" تک قرار دے دیا گیا، "تاکہ وہابی شریعت کی بہتی گنگا میں وہ بھی ہاتھ دھولیں اور محروم نہ رہیں۔ چنانچہ سبق پڑھایا ہے:

بالجملہ استنزال منی بکف و بچیزے ازجمادات نزد دعائے حاجت مباح است ولاسیما چوں فاعل خاشی ازوقوع در فتنہ یا معصیت کہ اقلِ احوالش نظر بازیست

الغرض منی کا ہاتھ سے یا جمادات کی قسم سے کسی چیز کے ساتھ خارج کر دینا بوقتِ ضرورت مباح ہے، خاص طور پر جب فاعل کو فتنہ یا معصیت میں پڑنے کا خطرہ ہو، کہ اُس کی نگاہ نے اُسے مجبور کر دیا ہو

؎۱ وحید الزمان خاں: نزل الابرار، جلد دوم، ص ۳

باشد کہ دریں حین مندوب است	تو ایسے موقع پر (مشت زنی) مباح ہے
بلکہ گاہے واجب گردد۔ [1]	بلکہ کسی وقت واجب بھی ہو جاتی ہے۔

ے کیا خبر تھی کہ لے کر چراغِ مصطفوی
جہاں میں آگ لگاتی پھرے گی بُولہبی

موصوف نے اِسی کتاب میں دوسرے مقام پر اِس کارِ بد و لائقِ صد نفرین حرکت کو خوفِ خدا اور خطرۂ روزِ جزا سے عاری ہو کر صحابۂ کرام علیہم الرضوان کی جانب منسوب کرتے ہوئے لکھا ہے:

بعض اہلِ علم نقل ایں استمناء از صحابہ نزد غیبت از اہل خود کردہ اند و در مثل ایں کار حرجے نیست بلکہ ہمچو استخراج دیگر فضلات موذیہ بدن است۔ [2]	بعض اہلِ علم نے مشت زنی کو صحابہ سے نقل کیا ہے کہ جب کوئی اپنے اہل و عیال سے دُور ہو تو اُس وقت اِس کام کے کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے بلکہ جسم کے دُوسرے نقصان پہنچانے والے فضلات کی طرح خارج کرنا ضروری ہے۔

اگر غیر مسلم اِن حضرات کی تعلیمات کو دیکھیں تو جائے غور ہے کہ وُہ دینِ برحق کے بارے میں کیا رائے قایم کریں گے؟ کیا یہی ہیں وہ اسلامی تعلیمات جن کے متعلق اَتْمَمْتُ عَلَیْکُمْ نِعْمَتِیْ فرمایا گیا؟ کیا یہی ہیں وُہ اخلاقِ حسنہ جن کی تکمیل کے لیے اللہ تعالیٰ نے سرورِ کون و مکاں صلی اللہ علیہ وسلم کو صاحبِ خُلقِ عظیم بنا کر مبعوث فرمایا تھا؟ ہائے افسوس! اپنے ہاتھوں اپنے دین کی بیخ کنی۔ شاہین بچوں کو خاکبازی سکھانا اور عنادِل کو زاغ و بوم بنانا کس کا غمزۂ خونریز ہے؟ والعیاذ باللہ تعالیٰ۔

غیر مقلّدین کی الہام بازی

سیّد احمد بریلوی (المتوفی ۱۲۴۶ھ / ۱۸۳۱ء) نے تو الہامات کے ڈھیر لگائے ہی تھے اور وحی و عصمت کے

---

[1] نور الحسن خاں: عرف الجادی، ج ۲، ص ۲۰

[2] ایضاً، ص ۲۰۷

دعوے کرتے ہوئے مہدیت کے دعوے تک ہی پہنچے تھے کہ یہ فتنہ ہمیشہ کے لیے بالاکوٹ میں دفن ہوکر رہ گیا۔ پٹھانوں کے خنجر نے مسلمانوں کی بروقت دستگیری کی اور برٹش گورنمنٹ کے ایسے خودکاشتہ پودے بیخ و بُن سے اُکھاڑ کر پھینک دیے گئے۔ جوبات سیّد احمد صاحب سے شروع ہوکر مرزا غلام احمد قادیانی کے ہاتھوں پوری ہوئی اُسی کی درمیانی کڑیاں مولوی محمد قاسم نانوتوی بانیِ مدرسہ دیوبند اور مولوی عبداللہ غزنوی غیر مقلد وغیرہ بھی ہیں۔ جب نبوّت کا دعویٰ کرنے کی غزنوی مولوی صاحب تیاریاں کر رہے تھے تو اُن کی جانب سے شب و روز الہامات کی بارش برسائی جارہی تھی کہ مسلمان اُن کی رُوحانیت اور مقام و منصب کے قائل ہوکر معتقد بن جائیں، تاکہ بوقتِ دعویٰ کچھ تو اٰمَنَّا وَصَدَّقْنَا کہنے والے مل جائیں۔ اب الہامات سُنیئے:

(۱)

جب میں الہام کو سمجھتا نہ تھا اور توحید سے بخوبی واقف نہ تھا، ایک بار اپنے دادا محمد شریف کی قبر کے پاس جو اُس دیار میں مرجع اور مقبولِ انام ہے، گیا تو القاء ہوا: لَآ اِلٰہَ غَیْرُکَ، لیکن اُس وقت میں نے غلطی کی اور میں نے خیال کیا کہ یہ ورد مجھ کو وظیفہ کرنے کے لیے سکھایا گیا ہے۔ اب میں نے جان لیا کہ وہ اللہ کی طرف سے الہام تھا کہ میرے سوا دُوسروں کی طرف رجوع کرنا عبادات اور استعانت میں شرک ہے۔ اکیلے اللہ کی طرف پوری توجہ چاہیے۔ قبروں پر اس نیت سے جانا کہ میرا فلاں مطلب حاصل ہوجائے توحید میں رخنہ ڈالتا ہے اور کلمۂ شہادت یعنی اشھد ان لا الٰہ الا اللّٰہ محمدٌ رسول اللّٰہ کے معنی کے مخالف ہے۔" [۱]

(۲)

بارہا مجھ کو الہام[۲] ہوا ہے: یاعبدی ھٰذا کتابی وھٰذا عبادی فاقرء کتابی علی عبادی۔ یعنی اے میرے بندے! یہ میری کتاب ہے اور یہ میرے بندے ہیں، پس پڑھ میری کتاب میرے بندوں پر۔ اور یہ بھی الہام[۳] ہوتا ہے: ولئن اتبعت اھواءھم بعد الذی جاءک من العلم مالک من اللّٰہ من ولی ولا نصیر۔" [۲]

---

[۱] عبدالجبار غزنوی، مولوی: سوانحعمری عبداللہ غزنوی، ص ۳   [۲] ایضاً: ص ۱۵

سکندر پور کے باغ میں، جو ہزارہ کے علاقے میں ہے، اللہ تعالیٰ کی طرف سے فجر کی نماز کے بعد یہ القا[۴] ہوا: ولا ترکنوا الی الذین ظلموا فتمسکم النار۔ اور ظالم کی تعریف ان لفظوں سے معلوم کراتی[۵]: والظالمون ھم الذین یخالفون عن امرہ بھم ثم لا یتوبون۔ یعنی ظالم وہی ہیں جو اللہ تعالیٰ کے ارشادوں کی مخالفت کرتے ہیں اور باز نہیں آتے۔ اور جن لوگوں کی صحبت اختیار کرنی چاہیے اُن کو اِس مضمون کے ساتھ آگاہ کیا[۶]: واصبر نفسک مع الذین یدعون ربھم بالغداوۃ والعشی یریدون وجھہ۔ اور فرماتے تھے کہ الہام[۷] ہُوا: فاذا قرأناہ فاتبع قرأنہ ثم ان علینا بیانہ۔ یعنی جو کچھ الہام ہوتا ہے اُس کے لفظ یاد رکھو اور اُس کا بیان کرنا اور تفسیر ہمارا ذمہ ہے۔ اور فرماتے تھے الہام[۸] ہُوا: واما من خاف مقام ربہ (الآیۃ) یعنی وہ شخص کہ ڈرا اپنے رب کے سامنے کھڑا ہونے سے۔ اور یہ الہام[۹] ہوا کہ "ہمیشہ بدل خود مطالعہ کردہ باشش مبادہ کدورتے از ما سوا بنشیند"۔ یعنی ہمیشہ اپنے دل میں جھانکتے رہو، ایسا نہ ہو کہ اللہ تعالیٰ کے سِوا اور کدورت بیٹھ جاوے۔

اور شہر دہلی میں یہ الہام[۱۰] ہوا: ولا تمدن عینیک الی ما متعنا بہ ازواجا منھم زھرۃ الحیٰوۃ الدنیا۔ اور مت پھیلا اپنی آنکھیں طرف اُن کی کہ فائدہ دیا ہم نے ساتھ اُس کے بھانت بھانت لوگوں کو زندگانی دنیا کی تازگی سے۔ اور باغ سکندریہ میں یہ الہام[۱۱] ہُوا: قل لازواجک واولادک واتباعک قوموا للہ قانتین۔ یعنی کہہ دے اپنی بیبیوں اور اولاد اور تابعداروں کو کہ کھڑے ہو جاؤ اللہ کے لیے تابعدار ہو کر۔ اور اِس کے اخیر میں یہ الہام[۱۲] ہوا: انا جیبک وانیسک فلا تحزن۔ یعنی میں تیرا مددگار ہُوں! تو غم نہ کھا۔ اور یہ بھی الہام[۱۳] ہوا: ما اودعت فی قلبک فان رؤیا المؤمن جزء من ستۃ اربعین جزاء من النبوۃ۔ یعنی جو تدبّر اور تفکّر قرآن کا تیرے دل میں ہم نے ڈال دیا ہے اُس کو مت بھول کیونکہ مومن کا خواب ایک حصّہ ہے نبوت کے چھیالیس حصّوں میں سے۔

اور فرماتے تھے دہلی میں یہ الہام[۱۴] ہوا: ولا تطع من اغفلنا قلبہ عن ذکرنا

واتبع هواه وكان امره فرطا۔ اور فرمانبرداری نہ کر اُس شخص کی جو غافل کیا ہم نے اُس کے دل کو اپنی یاد سے اور پیچھے پڑا اپنی خواہش کے اور ہے کام اُس کا حد سے بڑھا ہوا۔ یعنی غافلوں کی غفلت میں پیروی نہ کر۔ اور یہ بھی القاء[15] ہوا: کن فی الناس کاحد من الناس۔ یعنی ہو تو لوگوں میں جیسے دوسرے لوگ ہیں۔ اور القاء[16] ہوا: اگر وقتے غفلت شد تدارک آں وقت دیگر لازم است۔ یعنی کسی وقت غفلت ہو جاوے تو دوسرے وقت میں اُس کا تدارک لازم ہے۔"[1]

(۴)

فرماتے تھے، تین بار الہام[17] ہوا: وللہ علی الناس حج البیت من استطاع الیہ سبیلا۔ اور واسطے اللہ کے ہے اوپر لوگوں کے حج کرنا بیت اللہ کا جو طاقت رکھے طرف اُس کی راہ کی۔ اور فرماتے تھے، الہام[18] ہوا: ولسوف یعطیك ربك فترضی۔ یعنی اور البتہ جلدی دے گا تجھ کو رب تیرا پھر تو خوش ہو جاوے گا۔ اور فرماتے تھے، الہام[19] ہوا: الم نشرح لك صدرك۔ یعنی کیا نہیں کھولا ہم نے سینہ تیرا؟۔[2]

(۵)

جنگل کی کسی غار میں اکیلے جا کر چھپ گئے اور کچھ مدت پوشیدہ رہے۔ اُن دنوں میں یہ الہام[20] ہوا: فقطع دابر القوم الذین ظلموا فالحمد للہ رب العلمین۔"[3]

(۶)

مولوی عبدالرحمٰن بن شیخ محمد بارک اللہ (لکھوی) کہ وقت کے عالموں سے مشہور عالم ہیں اور زہد اور تقویٰ اور صلاحیت میں اپنے زمانے کے امام، آپ (مولوی عبداللہ غزنوی) کی صحبت بابرکت سے فیض حاصل کرنے کے لیے ملک پنجاب سے سفر کر کے ملک غزنی تک، جو دو ماہ کی مسافت ہے گئے، راستے میں جو اُنھوں نے مخالفوں سے کچھ کلمات آنجناب

---

[1] عبدالجبار غزنوی، مولوی: سوانح عمری عبداللہ غزنوی، ص ۳۵، ۳۶ [2] ایضاً، ص ۳۶
[3] ایضاً: ص ۱۴

(غزنوی صاحب) کی نسبت سُننے تو حیران ہوتے۔ اُسی رات اُن کو یہ الہام[20] ہوا: فورب السماء والارض انه لحق مثل ما انکم تنطقون۔ دوسری بار یہ الہام[21] ہوا: وانه لمن المصطفین الاخیار۔ تیسری بار یہ الہام[22] ہوا: ان هو الا عبد انعمنا علیه"۔ [1]

قارئین کرام! یہ ہم نے غیر مقلدوں کے مولوی عبداللہ غزنوی کے چھ عنوانات کے تحت صرف بائیس[22] الہام پیش کیے ہیں جن میں سے تین الہام مولوی عبدالرحمٰن لکھوی کے بھی ہیں۔ مسلمانوں کو گمراہ کرنے اور اُن کے دین وایمان پر دن دہاڑے ڈاکے ڈالنے کی خاطر جو یہ پُراسرار جال بچھایا تھا اُس کا شیطانی ہونا خود واضح ہے جس کے لیے کسی خارجی دلیل کی چنداں ضرورت نہیں۔ اللہ جل مجدہٗ پر اہتمام کے ساتھ افتراء پردازی، کلامِ الٰہی کے ساتھ قدم قدم پر مذاق، نبی آخرالزماں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے برابری کہ وَلَسَوْفَ يُعْطِيكَ رَبُّكَ فَتَرْضٰى اور اَلَمْ نَشْرَحْ لَكَ صَدْرَكَ کو اپنے اُوپر چسپاں کرنا، حالانکہ پوری کائناتِ ارضی وسماوی میں ایسی ذات صرف فخرِ دوعالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ہے جس کی رضا پروردگارِ عالم کو مطلوب ہے ورنہ اور سب رضائے الٰہی کے طالب ہیں۔ یہ کس درجہ ستم ظریفی ہے کہ سرورِ کون ومکاں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا مدِّمقابل کسی مولوی مُلّاں کو تسلیم کر لیا جائے۔ ستم بالائے ستم یہ کہ دین وایمان سے اِس درجہ بغاوت کرنے والے حضرات کو بزرگ اور صاحبِ کشف وکرامت تسلیم کر کے بزرگ منوانے کی مہم چلائی جاتی ہے۔

غیر مقلد حضرات کی قرآن وحدیث میں تحریفات، ائمۂ دین پر بہتانات اور سہل پسندی کے تحت مسائل کی خانہ ساز ایجادات کے بارے میں مشعلِ راہ جلد دوم کا انتظار فرمایئے۔ وہاں بفضلہٖ تعالیٰ مبرہن کر دکھایا ہے کہ مجدد مائۃ حاضرہ امام احمد رضا خاں بریلوی قدس سرہٗ نے ان حضرات کی تخریب کاری کا کس طرح محاسبہ کر کے دودھ کا دودھ اور پانی کا پانی کر دکھایا تھا۔ تفصیل سے بچنے کی خاطر ہم نے یہاں اُن مسائل کا ذکر نہیں کیا جو غیر مقلدین حضرات نے شریعت سازی کے تحت اختلافی بنا کر رکھ دیے ہیں۔ ہاں مشعلِ راہ جلد دوم میں ایسے بعض مسائل کا تفصیلی ذکر آئے گا، انشاء اللہ تعالیٰ۔ بات مولوی عبداللہ غزنوی

---

[1] عبدالجبار؛ سوانحعمری عبداللہ غزنوی، ص ۹

کے الہامات کی ہو رہی تھی۔ ذرا موصوف کے سوانح نگار مولوی عبدالجبار غزنوی کا یہ بیان ملاحظہ ہو:

"جو الہام اور خوابیں آپ کو کتاب و سنّت پر ثابت رہنے اور خلق اللہ کو کتاب و سنت کی طرف بلانے اور تقویٰ اور توکّل اور صبر اور خشیت اور زہد و قناعت و ترک ماسوی اللہ اور انابت اور آپ کے مقامِ امانت میں پہنچنے اور آپ کی حفظ اور نصرت اور مغفرت کے وعدہ پر ہوئے ہیں، وہ سیکڑوں بلکہ ہزاروں تک پہنچتے ہیں۔ اُن کے جمع کے لیے ایک بڑی کتاب چاہیے۔" [۱]

یہ صرف ایک مولوی صاحب کی بات ہے۔ اِسے صرف نمونہ سمجھنا چاہیے کیونکہ اگر ہم دوسرے غیر مقلد مولویوں کے الہامات اور کشف و کرامت پر مبنی بیانات لکھنے شروع کر دیں تو یقیناً ہمیں بھی یہی کہنا پڑے گا کہ اُنھیں بیان کرنے کے لیے علیحدہ ایک بڑی سی کتاب چاہیے۔ بہرحال ماقل و کفیٰ خیر ممّا کثر و الھیٰ۔ اللہ تعالیٰ ابنائے زمانہ کو سچی ہدایت نصیب فرمائے۔ آمین